باب۔ 07

وجودِ حقیقی

The Eternal Almighty God

- **وجود:**

اردو زبان میں وجود کے معنی "ہونا" کے ہیں۔ یعنی ہمارا کسی شئے کو دیکھ کر اس کو "ہے" سمجھنا اور وجود خیال کرنا ہے۔

تصوف کی زبان میں وجود کو تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔(1) مابہ الموجود یہ یعنی One That Exists: وہ خارجی شئے کہ جس کو دیکھ کر ہونے کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔(2) کون وحصول: خارجی شئے کو دیکھ کر انسانی ذہن اس کی تحلیل کرتا ہے اور شئے کو جدا اور وجود کو جدا کرتا ہے۔ مثلاً ہم زید کو دیکھتے ہیں تو ہماری عقل "زید" کو الگ اور "ہے" کو الگ کرتی ہے۔ اور ذہن کا "ہے" سمجھنا کون و حصول کہلاتا ہے۔ (3) ظہور: کسی سابق موجود شئے کا ظاہر ہونا، ظہور ہے۔

وجود کی کئی قسمیں ہیں۔ وجود خارجی، وجود حسّی، وجود خیالی، وجود مثالی، وجود عقلی، وجود تشبیہی اور وجود مجازی، وغیرہ۔

وہ وجود جو ہمارے سمجھنے یا خیال کرنے پر موقوف نہیں بلکہ ہمارے علم سے خارج اور ہمارے اعتبار سے قطع نظر ہے ایسا وجود، وجود خارجی کہلاتا ہے۔ وجود خارجی دو قسم پر ہے۔(1) وجود بالذات: ایسی ذات جو خود سے قائم ہو اور(2) وجود بالعرض: ایسی ذات جو کسی کے ساتھ مل کر قائم ہو ۔ وجود بالذات اور بالعرض کو سمجھنے کے لیے سورج اور چاند کی روشنیاں ان کی مثال ہیں۔ سورج ایک روشن جسم ہے جب کہ چاند مکمل تاریک جسم ہے۔ اصل میں نورِ شمس ہی چاند پر پڑ کر منعکس ہوتا ہے اور نورِ قمر میں بدل جاتا ہے۔ پس نورِ شمس بالذات کہلائے گا اور نورِ قمر کا وجود، وجود بالعرض شمار ہو گا۔

صفات دو قسم کی ہوتی ہیں، صفت انضمامی Prepositional اور صفت انتزاعی Conjunctional ۔ صفت انضمامی وہ صفت ہے جو خارج میں موصوف کے وجود کے سوا ایک قسم کا کمزور وجود رکھتی ہے۔ یہ وجود موصوف سے وابستہ رہتا ہے لیکن مستقل طور پر پایا نہیں جاتا۔ مثلاً دیوار میں سفیدی۔۔۔ صفت انتزاعی وہ صفت ہے جو خود تو وجود نہیں رکھتی مگر خارج میں اس کا موصوف یا اس صفت کا منشا اس طرح واقع ہوتا ہے کہ اس سے یہ صفت سمجھی جاتی ہے۔ جیسے زمین سے اوپر یا نیچے۔

Siddiqui Publications

وجود وہ ہے کہ جس پر آثار مرتب ہوں۔ ذات، مرجع صفت ہے اور یہ ایک مستقل قائم بہ خود حقیقی شئے ہے۔ وہ غیر مستقل شئے جو کسی مستقل شئے سے متعلق ہو ،اس کی صفت کہلاتی ہے۔ "اسم "، ذات اور صفت کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ چناں چہ "قدرت" صفت ہے ۔ "اللہ "اس کی ذات یا موصوف ہے۔ اور "قدیر "اسم ہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت سے موصوف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

- وجودِ حقیقی:

وجودِ حقیقی یا وجود بہ معنی ما بہ الموجود، وہ شئے ہے کہ جس کو دیکھ کر ہم چیز کو 'ہے' سمجھتے ہیں، در حقیقت واقع میں ہے۔ صوفیہ کے پاس وجود ایک حقیقی موجود ہستی ہے۔ اس کا کوئی شریک ہے نہ مقابل۔ وہ خود موجود ہے۔ وہ واحدِ محض ہے۔ اسی سے کثرت نکلتی ہوتی ہے۔ وہ ہی سب کا منشا ہے۔ وجودِ حقیقی کسی کا محتاج نہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ سب سے پہلے تھا، اس کا وجود بالذّات ہے، اس کے سوا جتنے ہیں سب حادث یعنی New Emergence ہیں۔ ماہیات یعنی جواہر ومادّے اور دیگر حقائق اس کے تعینات ہیں۔ وجود اصل ہے۔ بالذات کے بغیر کوئی بالعرض موجود نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی ذات بالذّات ہے تو یہ سب بالعرض چیزیں اس سے غیر نہیں۔

وجود، ازلی اور ابدی ہے۔ وجود کے مقابل (In Opposition To) دیکھا جائے کہ کیا ہو سکتا ہے؟ اگر کچھ ہو سکتا ہے تو صرف عدم یعنی Nothingness ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن عدم اور ہونا۔۔۔! یہ تو ناممکن اور بالکل ہی بے کار بات ہے۔ سو' وجود' ایک ایسا یقینی اور قطعی امر ہے کہ اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔

الغرض، جو شئے سب کی اصل ہو، بالذات موجود ہو، ازلی و ابدی ہو، تمام موجودات کا مرجع و مآب یعنی Ultimate Source وہی ہو، نہ اس کا ضد ہو نہ نِد۔ وہی، لاریب واجب الوجود ہے، وہی منبع الوجود ہے، وہی وجودِ حقیقی ہے، وہی حق معبود ہے۔

وہ خود فرماتا ہے :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ - اللّٰهُ الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ - وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ، یعنی تم کہو وہ اللہ ہے، بالکل ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کے اولاد ہے اور نہ ماں باپ۔ اور کوئی اس کا کُفو نہیں، بالکل ایک ہے، (الاخلاص: 1 تا4)۔